تصریحات

احکامِ الٰہی، فرامینِ رسولؐ — عوامی مجبوریوں، بےچینیوں اور امنگوں کے اُس پار — زمانے کے تقاضوں سے دور — اقتدار کی مسند کے رخ پر — سیاست کی پُرپیچ وادیوں میں، ایک بستی آباد ہے، جسے سیاستدانوں کی بستی کہتے ہیں —— یہ بستی جس سرزمین پر آباد ہے، وہاں کفر و شرک کی آندھیاں چلیں، الحاد و دہریت کے بھوت ننگے ناچیں — بدمعاشی، عریانی اور فحاشی کے سیلاب آئیں — عزتوں، غیرتوں اور عصمتوں کے جنازے اٹھیں — بے ایمانی، بددیانتی اور رشوت کے جھکڑ چلیں — چوری، ڈاکہ زنی اور قتل و غارت کے طوفان چلیں — وطن دشمنی، صوبائی خود مختاری اور فرقہ واریت کی بادِ سموم چلے — ان تمام باتوں سے قطع نظر، یکسر لاتعلق، اس بستی سے مسلسل، بلاناغہ اور روزانہ، کئی کئی مرتبہ ایک ہی آواز سنائی دیتی ہے —— انتخاب! — انتخاب! — انتخاب ——!

ع وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا،
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا!

پاکستان میں یہ کھیل اس وقت کھیلا جا رہا ہے جبکہ دنیا کی ایک بڑی طاقت پاکستان کی ہر قسم کی امداد بند کر چکی ہے اور دوسری بڑی طاقت اسے مسلسل اور بیجا دھمکیوں کا نشانہ بنانے کے ساتھ ساتھ اس کی نظریاتی سرحدوں پر حملہ آور بھی ہے —— ہمسایہ ملک افغانستان میں آزادی، بقا اور دین و ایمان کی سلامتی کی جنگ لڑی جا رہی ہے —— بھارت جواب تک دو مرتبہ پاکستان کا وجود ختم کرنے کے لئے اس پر حملہ آور ہو چکا ہے اور تقریباً نصف کامیابی حاصل بھی کر چکا ہے، مسلسل اپنی فوجی قوت میں اضافہ

کر رہا ہے ——— اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تینتیس سال کی جھک جھک کے بعد اب یہاں اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان ہوا ہے جس کی کامیابی کے لئے مسلسل جہد و عمل کی ضرورت ہے۔ اور جس کے بارے میں وثوق سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان اگر اس کے دامن میں پناہ لینے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو نہ صرف یہ خود محفوظ رہے گا، ترقی کی منازل طے کرے گا بلکہ نقشۂ عالم پر بھی اس کے دور رس اثرات مترتب ہو سکتے ہیں، ورنہ خدانخواستہ اس کی اپنی سالمیت بھی مخدوش ہے ———!

ان تمام خطرات، خدشات اور خدشوں سے بے نیاز، پاکستان میں بے راہ سیاست کی بازی گری اپنے عروج پر ہے ——— عوام کہتے ہیں کہ بلدیاتی انتخابات ہمارے مسائل کا حل ہیں، ان کا انعقاد پہلے ہونا چاہیئے۔ لیکن سیاستدان، جن کے پیٹ میں عوامی ہمدردی کے مروڑ ہر وقت اٹھتے رہتے ہیں، ان کو اصرار ہے کہ بلدیاتی انتخابات کی ابھی کوئی ضرورت نہیں، پہلے عام انتخابات ہونے چاہئیں ——— عوام کی متفقہ آواز ہے کہ سیاستدان آپس میں لڑ کر، ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی قائم کر کے اپنی مقبولیت کھو رہے ہیں اور عوام کو مایوس کر رہے ہیں، لیکن سیاستدان ان تمام کمزوریوں سے واقفیت کے باوجود یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ ان کی مقبولیت میں اضافہ ہی ہوا ہے، کمی نہیں ہوئی، نیز یہ کہ "سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ملک میں سیاست کو بدنام کیا جا رہا ہے"! ——— عوام کہتے ہیں کہ اسلامی نظام نافذ کرو تو ہم تمہاری سرپرستی میں جان کی بازی بھی لگا دیں گے۔ لیکن سیاستدان ان کی یہ بات سننے کے بھی روادار نہیں، جبکہ دعویٰ یہ ہے کہ وہ عوام کے دلوں کی دھڑکنیں بن چکے ہیں ——— عوام کا مطالبہ ہے کہ انہیں اپنی جان، مال اور عزت و عصمت کی حفاظت مطلوب ہے، لیکن سیاستدان انہیں صرف اور صرف انتخابات کا مژدہ سناتے ہیں ——— عوام سفر میں، نجی محفلوں میں، گھروں میں اور مساجد میں بیٹھ کر سیاسی لیڈروں کی غلط حرکتوں کی بنا پر کھلم کھلا ان سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں، لیکن سیاستدان اس بات پر فخر سے پھولے نہیں سماتے کہ ان کے ہاتھ عوام کی نبضوں پر ہیں، وہ ملک کے حالات سے ہر طرح باخبر ہیں اور ملک میں ابھرنے والی آواز ان کی سماعت کی زد سے باہر نہیں رہ سکتی۔

ان تمام حالات کا واضح نتیجہ یہی ہے کہ:

۱۔ سیاستدانوں کو عوام سے کوئی ہمدردی نہیں، انہیں اپنے اقتدار سے مطلب ہے۔

۲۔ نفاذِ اسلام ان کی نگاہ میں ثانوی حیثیت رکھتا ہے جبکہ انتخابات ان کی نظر میں اولین حیثیت کے حامل ہیں۔

۳ - سیاستدان اپنی دنیا میں کھیل کھیل رہے ہیں جبکہ زمانے کے تقاضے، عوام کی مجبوریاں اور مسائل کچھ اور ہیں - جن کا یا تو انہیں علم نہیں - اور اگر علم ہے تو ان کی انہیں کوئی پرواہ نہیں -

۴ - سیاستدانوں کے مطالبہ کو تسلیم کر کے "اگر نفاذِ اسلام کو مؤخر کر دیا جائے اور اس سعادت سے انہی کو بہرہ مند ہونے کا حق دیا جائے - تو اب ان کے وعدوں پر اعتبار کرنا مشکل ہے جبکہ ان کی تیس سالہ سیاست کی تاریخ ہمارے سامنے ہے - اور تحریک نظام مصطفےٰ میں یک جان ہو کر کام کرنے والے رہنما کے کیفرِ کردار کو پہنچنے کے بعد اب پھر پرانی روش اختیار کر کے عوام سے دھوکا دہی کے مرتکب ہوتے ہیں - الا ماشاء اللہ!

اور ان کے مطالبۂ انتخابات کو (جن کا اعلان ہو بھی چکا ہے لیکن اس کے باوجود انہیں کسی کل چین نصیب نہیں) سامنے رکھنے سے چند سوالات ذہن میں ابھرتے ہیں:

۱ - عام انتخابات میں وہ کونسی قوت پوشیدہ ہے کہ ان کے انعقاد کے فوراً بعد ہی تمام مسائل حل ہو جائیں گے؟

۲ - کیا نفاذِ اسلام اصل غرض ہے یا انعقادِ انتخابات؟ — یعنی ان دو میں سے کون چیز زیادہ اہم ہے؟

۳ - اسلام کے نقطہ نظر سے جس کا نام بڑے زور شور سے لیا جاتا ہے، ان انتخابات کی کیا حیثیت ہے؟ — ظاہر ہے یہ مغربی طرزِ جمہوریت کی بنیاد پر لڑے جائیں گے، تو اس صورت میں:

(ا) کیا اسلام میں قیادت کیلئے خود کو پیش کرنا درست ہے؟ اور کیا اسلام گھر گھر جاکر ووٹوں کی بھیک مانگنے کی اجازت دیتا ہے؟

(ب) انتخاب جیتنے کے لئے فریقِ مخالف کے خلاف نفرت آمیز نعرے، ہاؤ وہو، چیخ پکار — عام اجتماعوں میں ایک دوسرے کی کمزوریوں کو اچھالنے اور عوام کی نگاہوں میں انہیں نکو بنانے کی کوئی گنجائش اسلام میں موجود ہے؟

(ج) انتخابات لڑنے کے لئے لاکھوں روپے کا بے دریغ اسراف — کیا اسلام اور ہمارا ملک ان عیاشیوں کا متحمل ہو سکتا ہے؟

(د) ایک لکھ پتی، لیکن نااہل اور بددیانت امیدوار تو انتخاب لڑ سکتا ہے جبکہ اہل اور دیانتدار لیکن غریب شخص ان اخراجات کے متحمل ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا — اس الجھن کا کیا حل ہے؟ — نیز کیا اس طرح اہل اور دیانتدار قیادت ابھر کر سامنے آسکتی ہے؟

۴ - کیا یہ وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ انتخابات کے نتیجہ میں جو لوگ برسرِ اقتدار آئیں گے، وہ سیرت و کردار کے لحاظ سے ضرور ایسے ہوں گے کہ اسلام کو صحیح معنوں میں نافذ کر سکیں گے ! —— اور اگر وہ نافذ نہ کر سکیں تو کیا ہم اسلام سے دست بردار ہو جائیں گے ؟

۵ - یہ قرآنی فیصلہ ہے :

"قلیل من عبادی الشکور"

دنیا میں عددی کثرت نیکوں کی نہیں، ہمیشہ بد کردار لوگوں کی رہی ہے —— آج بھی ملک میں کیا واقعی ایسے لوگوں کی اکثریت ہے جو دل سے اسلام کو چاہتے ہیں ؟ —— بہ الفاظِ دیگر جو لوگ "اسلام مردہ باد" کے نعرے لگا رہے ہیں، اگر وہی انتخابات جیت جاتے ہیں تو اس صورت میں اسلام کے نام لیواؤں کا آئندہ لائحہ عمل کیا ہوگا ! —— کیا وہ پھر تحریک چلائیں گے ؟

۶ - مؤخر الذکر لوگ اگر انتخابات میں شکست کھاتے ہیں، تو بھی ایک مضبوط اپوزیشن کی موجودگی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا —— تو کیا یہ لوگ اسلامی نظام کی راہ میں روڑے نہ اٹکائیں گے ؟ کیا انتخابات جیتنے والے اطمینان سے فرائضِ حکومت سرانجام دے سکیں گے اور اس سلسلہ کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکیں گے ؟

یہ وہ انتہائی اہم سوالات ہیں جن کی اہمیت صرف اس لئے نہیں کہ یہ ہم نے اٹھائے ہیں - بلکہ یہ اس لئے اہم ہیں کہ حالات و واقعات، تجربات اور سب سے بڑھ کر اسلام کی تائید انہیں حاصل ہے —— اس وقت حکومت انتخابات کرانے پر تلی ہوئی ہے اور سیاستدان انتخابات کروانے پر مصر ہیں —— —— ہماری گزارش صرف اس قدر ہے کہ حکومت اور سیاستدان، ملک کی سلامتی کی خاطر، اسلام کے نام پر —— خدا کے نام پر —— اطاعت و اتباعِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور دین و دنیا میں اپنی اور اپنی آئندہ نسلوں کی عافیت کے خیال سے، کیا ان سوالات پر سنجیدگی سے غور فرمائیں گے ! —— وما علینا الا البلاغ !

(اکرام اللہ ساجد)

"میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ جمہوری پارلیمانی نظامِ حکومت جیسا کہ اس وقت انگلستان اور دوسرے مغربی ممالک میں ہے، برصغیر کے لئے قطعاً غیر موزوں ہے . . . . !"

(بانیٔ پاکستان کا ارشاد، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، ۱۰ مارچ ۱۹۴۱ء) —— بحوالہ نوائے وقت ۱۷ جون ۷۹ء